

- (۲۵) المسوی من احادیث المؤطرا / ۲: ۳۹۶۔ المصفی شرح مؤطرا: ۲: ۳۰۸۔
- (۲۶) المسوی من احادیث المؤطرا: ۱ / ۸۰۔
- (۲۷) سعیدی، غلام رسول، تذکرۃ الحمد شیں، ص: ۱۱۵، فرید بک شال، لاہور، پاکستان۔ ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء۔
- (۲۸) سابق مرجع۔
- (۲۹) دہلوی، شاہ ولی اللہ محدثؒ (ت ۱۷۶۱ھ)، الانصاف فی بیان سبب الاختلاف، ص: ۷۳، دارالنفائس، بیروت، لبنان۔ ۱۳۰۳ھ / ۲۰۰۲ء۔
- (۳۰) المصفی شرح مؤطرا: ۱ / ۱۳۔
- (۳۱) سندھی، عبید اللہؒ (۱۲۸۹-۱۳۶۳ھ)، شاہ ولی اللہؒ کا فلسفہ، ص: ۱۳۰، ۱۳۹، سندھ ساگر اکیڈمی، لاہور، پاکستان۔ ۱۳۹۷ھ / ۲۰۰۲ء۔
- (۳۲) گیلانی، مناظر احسنؒ (۱۳۰۵-۱۳۷۵ھ)، پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت: ۱ / ۱، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، پاکستان۔
- (۳۳) بھوجیانی، محمد عطاء اللہ حنفی (۱۳۲۶ھ-۱۳۰۸ھ)، مقالہ "شاہ ولی اللہؒ" اردو دائرة المعارف، جامعہ پنجاب، لاہور، پاکستان۔
- (۳۴) الغزالی، محمد، ڈاکٹر، The Socio-Political Thoughts of Shah Wal Allah، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، پاکستان۔ Page, 112
- (۳۵) سابق مرجع۔
- (۳۶) گنگوہی، محمد حنفی، ظفر المھصلین باحوال المصنفین: ص: ۲۶، میر محمد کتب خانہ، کراچی، پاکستان۔
- (۳۷) سابق مرجع۔
- (۳۸) جلبانی، غلام حسین، پروفیسر، شاہ ولی اللہؒ کی تعلیم، ادارہ مطبوعات، لاہور پاکستان۔ ۱۹۹۹ء۔
- (۳۹) ندوی، ابو الحسن علی، سید، تاریخ دعوت و عزیمت، ۵ / ۱۹۲، مجلس نشریات اسلام، کراچی، پاکستان۔

- (۶۰) عراقی، عبدالرشید، خاندان ولی اللہی دہلوی کی تصنیفی خدمات: ص ۳۸، علم و عرفان پبلشرز، لاہور، پاکستان۔ ۲۰۰۳ء۔
- (۶۱) سابق مرجع: ص ۳۸-۳۹۔
- (۶۲) صدیقی، محمد میاں، ڈاکٹر، (مقدمہ) عقد الحجید فی احکام الاجتہاد التقليد: ص ۱۲، شریعہ اکیڈمی، اسلام آباد، پاکستان۔ ۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۰ء۔
- (۶۳) سابق مرجع۔
- (۶۴) زبید احمد، ڈاکٹر، عربی ادبیات میں پاک و ہند کا حصہ، مترجم، شاہد حسین رزاقی: ص ۲۸، ادارہ ثقافتِ اسلامی، لاہور، پاکستان۔ ۱۹۹۱ء۔
- (۶۵) ناز، ایس۔ ایم۔، اٹھارویں صدی عیسوی میں بر صغیر میں اسلامی فکر کے رہنماء، مرتب: محمد خالد مسعود: ص ۱۸۳، ۱۸۴، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد، پاکستان۔ ۸۰۰۲ء۔



## علم نقدِ رجال اور انہمہ نقاد کی خدمات

\* سید عبدالغفار بخاری

عہد صحابہؓ و تابعینؓ میں فتنہ و ضع حديث کا جو دروازہ کھلا تھا، بنو امیہ کے آخری دور میں اس فتنہ کا دائرہ و سیع ہو گیا تھا، صحابہؓ کرامؓ اور تابعینؓ کی ایک کثیر تعداد نے قبول حديث کے لئے تحقیق و تثبیت سے کام لیتے تھے۔ حضراتِ صحابہؓ جو کہ براہ راست فیضانِ نبوت سے فیض یا ب اشخاص تھے، اگر ان کو حدیثِ رسول کے پہنچنے میں درمیانی کوئی واسطہ بھی ہوتا تو وہ صحابی ہی کا ہوتا تھا، جن سے کذب اور غلط بیانی کا امکان نہیں؛ لیکن وہ یہاں پر بھی حدیث کو اصولِ درایت پر پرکھنا اور جانچنا ضروری خیال کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کسی نے دادی کی میراث کے بارے میں سوال کیا تو کہنے لگے کتاب و سنت میں اس بارے میں مجھے کوئی حکم نہیں ملا پھر لوگوں سے سوال کیا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ نے جواب دیا کہ دادی کو چھٹا حصہ ملنا چاہیے کیونکہ آنحضرت سے ایسا ہی مروی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس پر گواہ طلب کیا تو محمد بن مسلمہ نے اس کی گواہی دی۔ (۱) اسی طرح حضرت عمرؓ بھی احادیث کے سلسلہ میں محتاط واقع ہوئے تھے۔ (۲) امام ذہبی ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

وهوالذى سن للصحابيين التثبت فى النقل و ر بما كان يتوقف فى خبر الواحد إذا ارتاب (۳)  
آپ ہی ہیں جنہوں نے نقل حديث میں ثبوت کو محدثین کے لیے جاری کیا اور جب کبھی خبر واحد  
کے متعلق شک ہوتا تو قوف فرماتے۔

امام ذہبی نے حضرت علیؓ کے حالات زندگی میں لکھا ہے:  
إنه يستحلف من يحدثه بالحديث (۴)

حضرت علیؓ جب کسی سے حدیث سنتے تو تلقین کرنے کے لیے حلف لیتے تھے۔  
ابن ابی ملیکہ بیان کرتے:

\* استٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماؤن لینگو جز: اسلام آباد، پاکستان۔

فَدَعَا بِقَضَاءِ عَلَيْهِ، فَجَعَلَ يَكْتُبُ مِنْهُ أَشْيَاءً، وَمَعْرُ بِهِ الشَّيْءُ، فَيَقُولُ: «وَاللَّهِ مَا قَضَى  
هِذَا عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ ضَلَالًّا» (۵)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ نے حضرت علیؓ کے قضايا (فیصلوں) کو منگوایا، حضرت ابن عباسؓ نے اسے غور سے دیکھا؛ پھر اس میں بعض چیزوں کو لکھ رہے تھے اور بعض چیزوں کو چھوڑ رہے جا رہے تھے۔ فرمایا: علیؓ نے یہ فیصلے نہیں کیے ہوں گے الایہ کہ وہ گمراہ ہو گئے ہوں۔

ایک دوسری روایت میں امام طاوسؓ بیان کرتے ہیں۔

أُتْيَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِكِتَابٍ فِيهِ قَضَاءُ عَلَيْهِ فَمَحَاهُ إِلَّا قَدْرٌ . وَأَشَارَ سُعْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ  
إِذْرَاعِهِ (۶)

حضرت ابن عباسؓ کے پاس ایک کتاب لائی گئی جو حضرت علیؓ کے قضايا (فیصلوں) کا مجموع تھی، (حضرت ابن عباسؓ نے اسے غور سے دیکھا)؛ پھر ایک ذرائع کے بقدر چھوڑ کر سب کو مٹایا۔ صحابہ کرامؓ میں سے حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ وغیرہ اپنے ساتھی صحابہ کرامؓ کو حدیث کے معاملے میں ممتنہ نہیں کرتے تھے بلکہ وہ ایسا صرف احتیاط کی غرض سے کرتے تھے۔ امام سخاوی فرماتے ہیں:

وتكلّم في الرجال كما قاله الذهبي جماعة من الصحابة ثم من التابعين كالشعبي وابن سيرين ولكن في التابعين بقلة الضعف في متبوعيهم إذ أكثرهم صحابة عدول وغير الصحابة من المتبوعين أكثرهم ثقات ولا يكاد يوجد في القرن الأول الذي انفرض فيه الصحابة وكبار التابعين ضعيف إلا الواحد بعد الواحد كالحارث الأعور والمخтар الكذاب. (۷)

صحابہ کرام کی ایک جماعت نے رجال (حدیث) کے بارے میں کلام کیا ہے پھر تابعین میں سے شعبی، ابن سیرین نے کلام کیا ہے لیکن تابعین نے رجال کے بارے میں بہت کم کلام کیا ہے کیونکہ ان کے پیش کاروں میں ضعف قلیل تھا، اکثر صحابہ کرام عدول تھے اور غیر صحابہ میں سے اکثر لوگ ثقہ تھے۔ پہلی صدی ہجری میں جس میں صحابہ کرام اور کبار تابعین اکاڈمکا ہی ضعیف راوی تھے مثلاً حارث الاکعور اور مختار اللذاب۔

احادیث کے راوی جب تک صحابہ کرام تھے اس فن کی کوئی ضرورت نہ تھی، وہ سب کے سب عادل، انصاف پسند اور محتاط تھے۔ امام قرطبی فرماتے ہیں:

والصحابۃ کلہم عدول مطلقاً لظواہر الکتاب والسنۃ وِإجماع من يعتد به (۸)

کبار تابعین بھی اپنے علم و تقویٰ کی روشنی میں ہر جگہ لائق قبول سمجھے جاتے تھے، جب فتنے پہلی اور بدعتات شروع ہوئیں تو ضرورت محسوس ہوئی کہ راویوں کی جانچ پڑتال کی جائے، فتنے سب سے پہلے کوفہ اور بصرہ سے اٹھے، اس لیے علم کی تدوین و تنتیق پہلے یہیں ہونی ضروری تھی، کوفہ میں دو علمی مرکز تھے۔

۱۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود (۳۲ھ)

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ (۴۰ھ)

حضرت علیؑ کے خلیفہ بنتے ہی مسلمانوں کا سیاسی اختلاف عراق میں اٹھا یا اور اس سیاسی تشیع سے حضرت علیؑ کے حلقة میں بہت سے فتنہ پرداز لوگ شامل ہو گئے جنہوں نے حضرت علیؑ کے نام سے بہت سی غلط باتیں کہنی شروع کر دیں، اس ورطہ شہہات میں انہوں نے دین کا بنیادی تصور تک بدل ڈالا، یہ اسلام میں فرقہ بندی کی طرف پہلا قدم تھا، اہل حق کے لیے اب صرف ایک ہی سلامتی کی راہ تھی کہ حضرت علیؑ کی وہی روایات قابل اعتماد سمجھی جائیں جو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے شاگردوں کے واسطہ سے آئیں؛ کیونکہ کوفہ میں یہی ایک علمی حلقة تھا جو بیرونی حکمت سے محفوظ اور بچا رہا تھا اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے یہ شاگرد حضرت علیؑ کے حلقة درس میں گاہے بگاہے حاضر ہوتے رہے تھے، حضرت مغیرہ بن شعبہ (۵۰ھ) جو کوفہ میں رہے ہیں فرماتے ہیں:

مَ يَكُنْ يَصْدُقُ عَلَىٰ عَلَيٰ فِي الْحَدِيثِ عَنْهُ إِلَّا مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ" (۹)  
حضرت علیؑ کی وہی روایات لاک قبول صحیحی جاتی تھیں جو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے شاگردوں سے منقول ہوں۔

چنانچہ اس دور کے ائمہ نقاد نے ان سے بھرپور طریقے سے استفادہ کیا اور اس فتنہ کا تدارک کیا، انہوں نے رواۃ حدیث اور متون حدیث دونوں پر نقد کیا، اور اسے ایک صنعت قرار دیا، جس کی وجہ سے نقد حدیث نے ایک خاص رنگ اور اسلوب کی صورت اختیار کر لی۔ صحیح اور موضوع حدیث کے مابین فرق و امتیاز کرنے کیلئے جن ذرائع (یعنی علم الاستناد، علم الجرح والتعدیل، علم التاریخ، علم الرواۃ وغیرہ) سے استفادہ کرنا ممکن تھا ان کا بھرپور استعمال کیا۔

نقد کا مفہوم:

لغت میں نقد کے بہت سارے معانی آتے ہیں۔ پر کھنا، کلام کے عیوب و محسن کو ظاہر کرنا وغیرہ۔ (۱۰)

محدثین کی اصطلاح میں نقد حدیث کا مفہوم

بأنه تمييز الأحاديث الصحيحة من الضعيفة والحكم على الرواية توثيقاً وتجريحاً" (۱۱)

صحیح احادیث کو ضعیف احادیث سے الگ کرنا اور رواۃ احادیث پر توثیق یا تجویح کے اعتبار سے حکم لگانا۔

نقد کی اہلیت

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ نقد کا معنی صحیح کو ضعیف سے جدا کرنا ہے تو کسی بھی فن میں صحیح کو ضعیف سے جدا کرنے کا کام وہی شخص کر سکتا ہے جو اس فن کے ماہرین میں سے ہو۔ پس ایک میڈیکل فریشن کی انجینئرنگ پر اور ایک انجینئر کی میڈیکل سائنس پر نقد ایک لایعنی اور عبشت کام کھلانے گا کیونکہ یہ متعلقہ فنون کے رجال کی نقد نہیں ہے۔

چنانچہ ناقد کے لیے ایک اہم شرط یہ ہے کہ وہ نقد کی اہلیت رکھتا ہوں۔ اہلیت سے مراد یہ ہے کہ جس فن یا نقد رجال یعنی راویان پر کوئی شخص نقد کرنا چاہتا ہے تو اسے اس فن میں مہارت اور رسوخ حاصل ہونا چاہیے۔ کسی فن سے متعلق بات کرنے کے لیے تو شاید اس فن میں مہارت تامہ یا رسوخ کی ضرورت نہ ہو لیکن نقد رجال یعنی راویان ایک اعلیٰ تر علی کام ہے جس کے لیے از بس ضروری ہے کہ ناقد کا علم متعلقہ فن کے صرف مبتدیات تک محدود نہ ہو۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ حدیث کے ثبوت و استناد کے لیے جہاں نقدِ رجال کا ثقہ اور عادل ہونا ضروری ہوتا ہے وہیں درایت متن یعنی حدیث معارضہ، شیاعت خفیہ وغیرہ سے محفوظ ہے یا نہیں اس کا بھی معلوم کرنا ضروری ہے؛ کیونکہ یہ دونوں چیزیں حدیث پر عمل کرنے سے منع ہوتی ہیں۔

### مشہور نقادر رجال

یوں تو بڑے بڑے محدثین نے رواۃ حدیث پر کلام کیا ہے لیکن جو حضرات اس میدان میں زیادہ مشہور ہوئے اور جنہیں اس فن کا امام کہا جاتا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

- ۱۔ امام عبد الرحمن بن عمر والاؤزاعی (۷۸۸-۷۱۵ھ)
- ۲۔ امام شعبہ بن الحجاج (۷۸۵-۷۱۰ھ)
- ۳۔ امام سفیان ثوری (۷۹۶-۷۱۶ھ)
- ۴۔ امام مالک (۷۹۳-۷۱۵ھ)
- ۵۔ امام عبد اللہ بن مبارک (۷۱۸-۷۱۵ھ)
- ۶۔ امام سفیان بن عینہ (۷۱۰-۷۱۹ھ)
- ۷۔ امام وکیع بن الحجاج (۷۱۲-۷۱۹ھ)
- ۸۔ امام یحییٰ بن سعید القطان (۷۱۲-۷۱۹ھ)
- ۹۔ امام عبد الرحمن بن محدثی (۷۱۳-۷۱۹ھ)
- ۱۰۔ امام یحییٰ بن معین (۷۱۵-۷۲۳ھ)
- ۱۱۔ امام علی بن مدینی (۷۱۶-۷۲۳ھ)

ذیل میں علم نقدِ حدیث میں ان انہمہ کا مقام و مرتبہ اور ان کا نقدِ رجال میں طریقہ کار بیان کیا جا رہا ہے۔

۱۔ امام عبد الرحمن بن عمر والاؤزاعی

آپ اپنے وقت کے جرج و تعدل کے انہمہ میں سے تھے۔ ابن الی حاتم کا قول ہے:

وکان من العلماء الجهابذة النقاد من أهل الشام (۱۲)

آپ اہل شام کے دانانقاد علماء میں سے تھے۔

امام ابن عدی، امام ابن حبان، اور امام ذہبی نے بھی آپ کا شمار علمائے نقاد میں کیا ہے۔ آپ حدیث بیان کرنے میں بہت زیادہ متشدد تھے، صرف اپنے من پسند شخص کو حدیث بیان کرتے تھے۔ چنانچہ بعض طلبہ ائمہ سے سفارش کرتے تھے تاکہ آپ انھیں حدیث بیان کریں۔ اس کی وضاحت ذیل کے واقعہ سے بھی ہوتی ہے:

ایک شخص سفیان بن سعید ثوری کے پاس آیا اور کہنے لگا اوزاعی کو لکھیں کہ وہ مجھے حدیث بیان کریں تو سفیان نے کہا میں تمھیں لکھ تو دیتا ہوں مگر میرا نہیں خیال کہ وہ تمہیں احادیث بیان کریں (۱۳)

نیز آپ کا قول ہے: آپ نقل روایت میں بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے، آپ کہا کرتے تھے: کنا نسمع الحديث فعرضه على أصحابنا كما يعرض الدرهم الزيف على الصيارة (۱۴)

ہم حدیث سن لینے کے بعد اسے اپنا اساتذہ کے سامنے پیش کر دیتے تھے جس طرح کھوٹے دراہم زرگر کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔

نیز آپ کا قول ہے:

خذ دینک عنن تشق به و ترضی به (۱۵)

تم اپنادین (احادیث) اس شخص سے لو جس پر تمھیں اعتماد ہے اور جسے تم پسند کرتے ہو۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنے بیٹے سے کہا:

یا بنی لو نقبل من الناس کل ما یع رضو نہ علینا لأوشک بنا ان خون علیہم (۱۶)

اے بیٹے! اگر ہم لوگوں کی ہربات کو قبول کر لیں تو ممکن ہے وہ ہمیں یہچ سمجھیں۔

جب آپ سے کوئی سائل سوال کرتا کہ آپ نے کس سے سماع کیا ہے تو آپ جواب دیتے:

"لیس لک حملته ، حملته لنفسی عنن ائق به " (۱۷)

میں نے انہیں (احادیث کو) تمہارے لئے نہیں سناء، میں نے تو اپنے لئے ان کا سماع ایسے شخص سے کیا ہے جس پر میں بھروسہ کرتا ہوں۔

آپ مقطوع (۱۸) اور اہل شام کی مراسیل (۱۹) کو جو جت قرار دیتے تھے۔ (۲۰)

نقدِ رجال کی مثال:

یحییٰ بن سعید القطان کا بیان ہے:

میں نے اوزاعی سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا جو وہم کا شکار ہو جاتا تھا تو آپ نے کہا اس (شخص) کے وہم کو بیان کرو۔ (۲۱)

۲۔ امام شعبہ بن حجاج

محمد شین کرام رجال حدیث پر شعبہ کے حکم کو تسلیم کرتے تھے، دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ شعبہ رجال حدیث کے امام تھے۔ امام احمد بن حنبل کہا کرتے تھے:

کان شعبۃ امۃ واحدۃ فی هذَا الشَّان (۲۲)

اس معاملہ (رجال حدیث) میں شعبہ ایک امت کی حیثیت رکھتے تھے۔

یحییٰ بن سعید کا قول ہے:

کان شعبۃ اعلم بالرجال (۲۳)

رجال (حدیث) کے بارے میں امام شعبہ کے پاس سب سے زیادہ علم تھا۔

امام شعبہ، "علم الجرح والتعديل" کے بانی تھے۔

ابن رجب کا قول ہے:

وهو أول من وسع الكلام في الجرح و التعديل و اتصال الأسانيد و انقطاعها و نقب عن

دقائق علم العلل وائمه هذا الشأن بعده تبع له في هذا العلم (۲۴)

امام شعبہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم الجرح والتعديل اور اتصال سند اور انقطاع سند کے بارے میں تفصیلًا کلام کیا اور علم العلل کے باریک میں مسائل کا کھون لگایا اور آپ کے بعد اس علم کے ائمہ اس علم میں آپ کے تبعین ہیں۔

علامہ ذہبی کا قول ہے:

کان ابو بسطام إماماً ثبتاً، حجة ناقداً---- وهو أول من جرّح وعدل وأخذ عنه في هذا الشأن يحيى بن سعيد القطن وابن مهدي وطا ئفة (۲۵)

ابو بسطام (امام شعبہ کی کنیت) امام، ثقہ، ناقد اور صاحب جھت تھے... سب سے پہلے آپ نے جرح اور تعديل کی ابتدائی۔ (بعد ازاں) یحییٰ بن سعید، ابن محمدی اور ایک جماعت نے آپ سے اس علم کو حاصل کیا۔

امام ابو حاتم کا قول ہے:

وكان شعبة أبصر بالحديث وبالرجال و كان الثوري أحفظ و كان شعبة بصيراً بالحديث جداً فهما له كأنه خلق لهذا الشأن (۲۶)

امام شعبہ حدیث اور علم رجال کے بارے میں بہت زیادہ بصیرت رکھتے تھے اور سفیان ثوری حدیث کے بڑے حافظ تھے۔ اور شعبہ حدیث میں بہت زیادہ بصیرت رکھتے تھے، پس یہ دونوں حضرات گویا کہ حدیث اور علم رجال کے لیے ہی پیدا ہوئے ہیں۔

آپ رجال حدیث پر کلام کو واجب قرار دیتے اور اسے ثواب کا کام سمجھتے اور اسے اللہ کے لئے غیبت کرنے کے مترادف قرار دیتے۔

مکی بن ابراہیم کا قول ہے:

"كان شعبة يجئ إلى عمران بن حذير فيقول تعالى نعتاب ساعة في الله عزوجل نذكر مساوئي أصحاب الحديث" (۲۷)

امام شعبہ، عمران بن حذیر کے پاس آکر کہتے آو پکھ دیر اللہ کے لئے غیبت کریں اصحاب حدیث کی (حدیث کے بارے میں) کمزوریاں، برائیاں ذکر کریں۔

نفر بن شمیل شعبہ سے نقل کرتے ہیں۔ امام شعبہ کہا کرتے تھے:

"تعالوا نعتاب في الله" (۲۸)

آو اللہ کے واسطے (حدیث نبوی کے لئے) غیبت کریں۔

حمد بن زید کا قول ہے:

ایک مرتبہ شعبہ نے مجھ سے اور عباد بن عباد، جریر بن حازم سے ایک شخص کے بارے میں کلام کیا تو ہم نے شعبہ سے کہا اب بس کرو، کہنے لگے ایسا کرنا (حدیث کے روایۃ کے بارے میں کلام کرنا) ہم پر واجب ہے... (۲۹)

ابن حبان نے حماد بن زید سے نقل کیا ہے:

ایک مرتبہ امام شعبہ میرے پاس رات کو آئے اور کہنے لگے تم نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ میں اب ان کے بارے میں کچھ نہ بولوں لیکن اس کے بارے میں نہ بولنا جائز نہیں اس لئے کہ وہ رسول پر جھوٹ بولتا ہے۔ (۳۰)

عبد الرحمن بن مہدی کا قول ہے:

کان شعبہ بتکلم فی هذا حسبة (۳۱)

شعبہ حدیث کے روایۃ کے بارے میں کلام کرنے کو ثواب صحیح تھے۔

حمد بن زید سے بھی بھی قول مروی ہے (۳۲)

یزید بن ہارون کا قول ہے:

لولا أن شعبة أراد الله عزوجل ما ارتفع هكذا يعني كلامه في رواة العلم (۳۳)

اگر اللہ تعالیٰ شعبہ کے ذریعے اس علم کی بلندی کا ارادہ نہ فرماتے تو یہ علم ہرگز بلند نہ ہوتا یعنی شعبہ کا روایۃ علم (حدیث) کے بارے میں کلام کرنا۔

امام شعبہ صرف ثقہ روایۃ سے حدیث روایت کرتے تھے۔

علی بن مدینی کہتے ہیں:

ایک بار یحییٰ بن سعید القطان نے ہم سے قاسم بن عوف کا ذکر کیا۔ یحییٰ نے کہا کہ شعبہ نے کہا کیا تم اس کے پاس گئے ہو؟ چنانچہ یحییٰ نے اپنے سر سے اشارہ کیا، میں (یعنی ابن المدینی) نے یحییٰ سے کہا اس کا معاملہ کیسا ہے تو آپ بات دھرانے لگے، میں نے یحییٰ سے کہا کیا شعبہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے تو کہنے لگے اگر ضعیف نہ ہوتے تو ان سے یقیناً روایت کرتے۔ (۳۲)

نیز علی بن مدینی کا قول ہے:

کل شیئی بحثت به شعبہ عن رجل فلا تحتاج ان تقول عن ذلك الرجل انه سمع فلاناً قد كفاك أمره (۳۵)

شعبہ جب کسی شخص سے حدیث بیان کریں تو تمہیں اس شخص کے بارے میں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس نے فلاں شخص سے سنا ہے۔ تجھے اس کے معاملہ میں تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں۔ امام شعبہ حدیث کو ایک مرتبہ سن کر مطمئن نہیں ہوتے تھے، بلکہ کئی بار حدیث سن کر مطمئن ہوتے۔ (۳۶)

نقدِ رجال کی امثلہ

علامہ ذہبی نے امام شعبہ کو ان ائمہ نقاد میں شمار کیا ہے جنہوں نے رواۃ حدیث کے بارے میں بہت زیادہ کلام کیا ہے۔ (۳۷)

آپ کے کلام کا تتبع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جرح کے بارے میں بہت متشدد تھے مثلاً: آپ سے منقول ہے کہ ”آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے جانور کو دوڑا رہا تھا پناچہ آپ نے اس سے روایت ترک کر دی۔ (۳۸) اسی طرح“ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو وزن کرتے ہوئے ترازو کو جھکا دیتا، آپ نے اس سے روایت نہیں لی۔ (۳۹) نیز آپ نے ابو زیر کو دیکھا، جو اچھے طریقے سے نماز نہیں پڑھ رہا تھا، آپ نے اس سے روایت نہیں لی۔ (۴۰) اور آپ نے منھال بن عمرو کو اس لئے چھوڑ دیا کہ ایک دفعہ آپ نے اپنے گھر میں ان کی آواز سن لی تھی۔ (۴۱)

مذکورہ اسباب کی بناء پر کسی کی روایت کو ترک کر دینا اور اسے مورد جرح قرار دینا درست نہیں کیونکہ یہ اسباب، جرح کا سبب نہیں بنتے اس لئے ابن الصلاح نے ان میں سے بعض اسباب پر تلقید کی ہے۔ (۴۲) علامہ ذہبی نے بھی منھال بن عمرو کے ترجمہ میں لکھا ہے:

آن ما غمز به شعبہ لا یوجب غمز الشیخ (۴۳)

شعبہ نے جوان (منحال) پر طعن کیا ہے حقیقت میں یہ شخچ پر کوئی طعن نہیں ہے۔

آپ جرح کے صیغوں میں مبالغہ سے کام لیتے تھے مثلاً آپ کا قول ہے۔

لأنْ أرتكب سبعين كبيرةً أحب إلی منْ أَنْ أَحدَثَ عَنْ أَبَانَ بْنَ أَبِي عِيَاشِ (۴۴)

ستر کبیرہ گناہ کرنا لیتا میرے نزدیک زیادہ آسان ہے کہ میں ابیان بن ابی عیاش سے حدیث بیان کروں۔

امام شعبہ ضعیف اور متروک رواۃ سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے۔

امام عبد اللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ شعبہ نے کہا:

هذا عباد بن کثیر فا حذروه (۴۵)

یہ عباد بن کثیر ہے اس سے پچھو (یعنی اس سے روایت مت لو)

آپ نے معاذ العبری کی طرف لکھا:

لاتكتب عن ابی شیبة قاضی واسط (۴۶)

واسط کے قاضی ابوشیبہ سے (احادیث) مت لکھیے۔ آپ نے جریر بن حازم کی طرف پیغام بھیجا:

لا يحل لک أن تروی عن الحسن بن عمارة فإنه كذب (۴۷)

تمہارے لئے حسن بن عمارة سے روایت کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ جھوٹا ہے۔

امام شافعی فرماتے ہیں:

امام شعبہ بعض دفعہ کسی شخص کو حدیث بیان کرنے سے منع کرتے تھے اور کہتے اگر تم نے حدیث

بیان کی تو میں تمہاری بادشاہ سے شکایت کروں گا۔ اس طرح آپ نے سماک بن حرب کی بیان

کردہ حدیث کی غلطی کو واضح کیا۔ (۴۸)

۳۔ امام سفیان بن سعید ثوری

آپ کا شمار متوسطہ طبقہ کے نقاد میں سے ہوتا ہے جیسا کہ ابن حجر نے بیان کیا ہے۔ (۴۹) انہمہ نقاد نے آپ کی اس

فن (علم الجرح والتعديل) میں مہارت تامہ کی شہادت دی ہے اور آپ کو اس فن کے بانیوں میں شمار کیا ہے۔

علامہ ذہبی نے آپ کو ان انہمہ میں ذکر کیا جن کا جرح و تعدل کے بارے میں قول قابل اعتماد ہے۔ (۵۰)

امام ابن ابی حاتم اور ابن عدی نے بھی آپ کو ائمہ نقاد میں شمار کیا ہے۔ (۵۲)

امام سفیان کا مشہور قول ہے:

لما استعمل الرواۃ الكذب استعملنا لھم التاریخ (۵۳)

جب رواۃ نے جھوٹ بولنا شروع کر دیا تو ہم نے ان کے لئے تاریخ کو استعمال کیا۔

آپ کا مذکورہ قول: "علم الجرح والتعديل" کا بنیادی اور اہم قاعدہ شمار ہوتا ہے۔

امام احمد بن حنبل کا قول ہے:

الشوری أعلم بحدیث الکوفین ومشایخہم من شعبۃ (۵۴)

ثوری کوفہ کے محدثین اور ان کی حدیث کو شعبہ سے زیادہ جانتے تھے۔

نیز امام احمد کا قول ہے:

سفیان أحفظ لیا سناد وأسماء الرجال من شعبۃ (۵۵)

سفیان اسناڈ اور اسماء الرجال کے شعبہ سے زیادہ حافظ ہیں۔

ابو حاتم کا قول ہے:

هو إمام أهل العراق وأتقن أصحاب ابی اسحاق وهو أحفظ من شعبۃ وإذا اختلف

الشوری وشعبۃ فالشوری (۵۶)

سفیان اہل عراق کے امام اور ابو اسحاق کے ثقہ اصحاب میں سے ہیں۔ آپ شعبہ سے زیادہ حافظ ہیں۔ جب شعبہ اور ثوری کسی حدیث کے بارے میں اختلاف کریں تو ثوری کا قول قبل جحت ہو گا۔

علامہ ذہبی کا قول ہے:

له نقد وذوق (۵۷)

سفیان ناقد اور نقد کا ذوق رکھنے والے تھے۔

نقد الرجال کی امثلہ:

آپ سے ثور بن یزید شامی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا۔

خذلوا عنه واتقوا قرنیه إنه كان قدریا (۵۸)

اس سے لے لو اور اس کے سینگوں سے بچوںہ قدری تھا۔

نیز آپ کا قول ہے:

کان جابر ورعا فی الحديث ما رأیت أروع فی الحديث من جابر (۵۹)

جابر حدیث میں احتیاط کرنے والا تھا۔ میں نے جابر سے زیادہ حدیث میں احتیاط کرنے والے کسی شخص کو نہیں دیکھا۔

ابن ابی عمر العطار فرماتے ہیں ایک دفعہ سفیان ثوری کے ساتھ مسجد حرام میں تھا کہ ادھر سے عبد الوہاب بن مجاهد گزرے سفیان کہنے لگے: "هذا کذاب" (۲۰) (یہ جھوٹا ہے)۔

ایک مرتبہ آپ کو کہا گیا:

مالك لا تحدث عن ابیان بن عیاش

آپ کو کیا ہے کہ آپ ابیان بن عیاش سے حدیث بیان نہیں کرتے۔

تو آپ نے فرمایا:

کان ابیان نسیا للحدیث (۶۱)

ابیان حدیث کو بھلا بیٹھا ہے۔

۲۔ امام مالک بن انس

آپ نقدِ رجال کے ائمہ میں سے تھے۔ امام سفیان بن عینیہ کا قول ہے:

ما کان أشد انتقاد مالک للرجال وأعلمهم بشأنهم (۶۲)

نقدِ رجال کے سلسلہ میں امام مالک بہت متشدد واقع ہوئے ہیں، اور اس (نقدِ رجال) کے معاملہ کو

سب سے زیادہ جانے والے تھے۔

ابن عبد البر کا بیان ہے:

"معلوم أن مالكا كان من أشد الناس تركا لشذوذ العلم وأشدهم انتقادا للرجال (۶۳)"

یہ بات معلوم ہے کہ امام مالک شاذ علم کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ تر کرنے والے تھے اور نقدِ رجال کے سلسلہ میں بھی آپ سخت ترین تھے۔

یعقوب بن شیبہ کا قول ہے:

کان مالک ممن ینتقى الرجال (۶۴)

امام مالک راویوں میں سے انتخاب کرتے تھے۔

ابن حبان کا قول ہے:

کان مالک أول من انتقى الرجال من الفقهاء بالمدینة (۶۵)

فقهاء مدینہ میں سے امام مالک نے سب سے پہلے رجال (حدیث) کا نقد کیا۔

نیز انہوں نے آپ کو ائمہ نقاد (حدیث) میں شمار کیا ہے۔ ۲۶

علامہ ذہبی کا قول ہے:

هو أمة في نقد الرجال (۶۷)

نقدِ رجال کے سلسلہ میں امام مالک ایک امت کی حیثیت رکھتے ہیں۔

علامہ ذہبی نے امام مالک کا شمار ان ائمہ میں سے کیا ہے جن کا قول، "علم الجرح والتعديل" میں قابل اعتماد ہے، اور جنہوں نے رواۃ کے بارے میں بہت زیادہ کلام کیا ہے۔ (۲۸)

ابن ابی حاتم نے آپ کو چوٹی کے ائمہ نقاد میں شمار کیا ہے۔ ان کا قول ہے:

فمن العلماء الجهابذة النقاد الذين جعلهم الله علما للإسلام وقدوة في الدين ونقادا

لناقلة الآثار من الطبقة الأولى بالحجاز مالك بن انس (۶۹)

طبقہ اولیٰ کے وہ دنیا علماء نقاد حبصی اللہ تعالیٰ نے اسلام کا علم اور دین کا نمونہ قرار دیا ہے اور وہ ناقلین آثار کے نقاد ہیں ان میں سے حجاز میں امام مالک ہیں۔

نقدِ رجال کی امثلہ

۱۔ امام مالک رجال حدیث کے نقد کے بارے میں بہت متشدد تھے۔ آپ کہا کرتے تھے:

لا يؤخذ العلم من أربعة ويؤخذ من سوى ذلك لا يؤخذ من سفيه معلن بالسنة وإن

كان أروى الناس ولا من صاحب هو يدعوا الناس إلى هواه ولا من كذاب في

أحادیث الناس وإن كنتم لا تتهمنه أن يكذب على رسول الله ولا من شيخ له عبادة  
وفضل إذا كان لا يعرف ما يحدث" (۷۰)

چار قسم کے لوگوں سے علم حاصل نہ کیا جائے اور ان کے علاوہ تمام لوگوں سے حاصل کیا  
جائے۔ (وہ چار اشخاص یہ ہیں)

(i) بے وقوف شخص جو اپنی بے وقوفی کی تشهیر کرنے والا ہو، اگرچہ ایسا شخص سب سے  
زیادہ روایت کرنے والا ہو۔

(ii) ایسا شخص جو اپنی خواہش کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہو۔

(iii) ایسا شخص جو عام گفتگو میں جھوٹ تو بولتا ہو لیکن وہ حدیث رسول کے بارے میں  
جھوٹ بولنے میں متهم نہ ہو۔

(iv) ایسا عبادت گزار اور صاحب مرتبہ شخص جسے حدیث کے بارے میں کچھ علم نہ ہو۔

۲- نیز آپ کا قول ہے:

أدركت في مسجدنا هذا ستين أو سبعين من التابعين لم أكتب إلا عنمن يعرف حلال  
الحاديث وحرامه وزياده ونقصانه (۷۱)

ابنی اس مسجد میں میری ساٹھ یا ستر تابعین سے ملاقات ہوئی ہے۔ مگر میں نے ان میں سے صرف  
اس شخص سے حدیث لکھی ہے جو حدیث کے حلال و حرام (یعنی صحیح وضعیف) اور اسکی کمی و بیشی  
کی معرفت رکھتا تھا۔

۳- بشر بن عمر نے امام مالک سے محمد بن عبد الرحمن کے بارے میں پوچھا جو سعید بن مسیب سے روایت  
کرتے ہیں تو آپ نے جواب دیا، "لیس بثقة" (وہ ثقہ نہیں ہیں)۔ اسی طرح میں نے آپ سے ابو الحویرث، شعبہ  
بن دینار الہاشمی جن سے ابن ابی ذئب روایت کرتے ہیں، صالح مولی التوآمہ، حرام بن عثمان کے بارے میں پوچھا تو  
آپ نے جواب دیا۔

لیسوا بثقة في حدیثهم (۷۲)

یہ سب اپنی حدیث میں ثقہ نہیں ہیں۔

۴- میکی بن سعید القطان کا بیان ہے:

سأله مالک بن انس عن ابراهیم بن ابی یحییٰ اکان ثقة قال لا ولا ثقة في دینه (۷۳)  
میں نے امام مالک بن انس سے ابراهیم بن ابی یحییٰ کے بارے میں سوال کیا کہ کیا وہ ثقة ہیں تو آپ  
نے فرمایا جی نہیں اور نہ ہی وہ اپنے دین میں ثقة ہیں۔

امام مالک ابن اسحاق کے بارے میں فرماتے ہیں:

دجال من الدجالۃ (۷۴)

وجالوں میں سے ایک دجال ہے۔

۵۔ عبد الرحمن بن قاسم فرماتے ہیں:

سأله مالکا عن ابن سمعان فقال كذاب (۷۵)

میں نے امام مالک سے ابن سمعان کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ جھوٹا ہے۔

۶۔ یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے ابو جابر بیاضی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے جواب دیا:  
لم يكن بربما (۷۶)

وہ پسندیدہ شخص نہیں ہیں۔

امام رازی نے آپ کے اس طرح کے بہت سے اقوال نقل کیے ہیں۔ (۷۷)

۵۔ امام عبد اللہ بن المبارک<sup>ؒ</sup>

آپ کا شمار متوسط درجہ کے نقاد میں سے ہوتا ہے۔ جرج و تدبیل کے بارے میں آپ کا کلام لطیف  
نو عیت کا ہوتا ہے۔ احوال رجال اور اسناد کے بارے میں آپ نے بہت زیادہ کلام اور بحث و تجھیص سے کام لیا ہے۔  
اسناد کے بارے میں آپ سے منقول اقوال اس بات کی نشاندھی کرتے ہیں کہ آپ صحیح اور ضعیف حدیث کے  
ما بین امتیاز کرنے میں کس قدر حریص واقع ہوئے تھے اور اسناد کو کس قدر اہمیت دیتے تھے۔ آپ کا قول ہے۔

بیننا وبين القوم القوائم (۷۸)

ہمارے اور قوم کے ما بین امتیاز حدیث کے پائے ہیں۔

نیز آپ کا قول ہے:

"الإسناد من الدين و لولا الإسناد لقال من شاء ما شاء" (۷۹)

اسناد دین کا حصہ ہے، اگر اسناد نہ ہوتی جس کا دل چاہتا سو کہتا۔

اور آپ کا قول ہے:

لیس جودہ الحدیث فی قرب الإسناد ولكن جودہ الحدیث فی صحة الرجال (۸۰)

علو اسناد میں حدیث کی کوائٹی (Quality) نہیں بلکہ صحت اشخاص میں حدیث کی کوائٹی ہے۔

آپ کا قول ہے:

بعد الإسناد أحب إلیٰ إذا كانوا ثقات لإنهم قد تریصوا به و حدیث بعيد الإسناد

صحيح خیر من قریب الإسناد سقیم (۸۱)

جب تمام رواۃ ثقہ ہوں تو بعید سند میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔ کیونکہ اس کے تمام رواۃ

دیکھے ہوئے ہوتے ہیں اور بعید سند کی صحیح حدیث، قریب سند کی ضعیف حدیث سے بہتر ہے۔

نقد رجال کی امثلہ

آپ حتی الواسع ممتحن اور ضعفاء رواۃ سے روایت نہیں کرتے تھے اور رجال حدیث کو خوب پرکھتے یہی وجہ ہے آپ نے چار ہزار شیوخ سے علم حاصل کیا لیکن ان میں سے صرف ایک ہزار شیوخ سے روایت کی۔ عبد ان کا بیان ہے۔

سماوا لعبد الله رجلا يتهم في الحديث فقال لأن أقطع الطريق أحب إلیٰ من أن أحدث

عنه (۸۲)

عبد اللہ بن المبارک کے سامنے ایک شخص کا نام لیا گیا جو حدیث میں ممتحن تھا تو آپ کہنے لگے ڈاکو بن جانا میرے لئے پسندیدہ ہے کہ میں ایسے شخص سے حدیث بیان کروں۔ بلکہ آپ ایسے شخص کے پاس بیٹھنا گوارہ نہیں کرتے تھے۔

آپ کا اپنا بیان ہے:

رأیت روح بن غطیف صاحب الدم قدر الدرهم وجلست إلیه مجلسا فجعلت أستحبني

من أصحابي أن يروني جالسا معه كره حدیثه (۸۳)

میں نے روح بن غطیف کو دیکھا جو حدیث صاحب دم درہم کی مقدار (یعنی جو حدیث "درہم کی

مقدار میں اگر خون نکل جائے تو نماز کو لوٹانا چاہئے" کے) راوی ہیں۔ تو میں ان کی مجلس میں بیٹھ

گیا لیکن مجھے اپنے ساتھیوں سے حیا آرہی تھی کہ کہیں وہ مجھے ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھنے لیں کیونکہ وہ ان کی بیان کردہ حدیث کو مکروہ جانتے تھے۔

آپ نے بعض ضعفاء (رواۃ) سے احادیث لینے کا راز بھی بتا دیا۔ آپ کا قول ہے:

إِنِّي لَا سَمِعَ الْحَدِيثَ فَأَكْتُبْهُ وَمَا أُرِيَ أَنْ أَعْمَلَ بِهِ وَلَا أَحْدُثَ بِهِ وَلَكِنَّ اتَّخِذْتُهُ عَدَةً لِبَعْضِ أَصْحَابِيِّ إِنَّ عَمَلَ بِهِ أَقْوَلُ يَعْمَلُ بِالْحَدِيثِ (۸۴)

بعض اوقات میں (ضعیف) حدیث سننا اور اسے لکھ لیتا اس پر عمل کرنے یا اسے بیان کرنے کا میرارادہ ہرگز نہیں ہوتا ہے بلکہ اس لئے لیتا ہوں تاکہ اپنے بعض اصحاب کے لئے تیار رکھوں اگر وہ اس (حدیث) پر عمل کریں گے تو میں انہیں کہوں گا (صحیح) حدیث پر عمل کرو۔

نیز آپ کا قول ہے:

مِنْ رَضِيَهِ أَهْلِ الْعِلْمِ فَكَتَبُوا عَنْهُ فَهُوَ عَدْلٌ جَائِزٌ الشَّهَادَةِ (۸۵)

جس شخص پر اہل علم نے اپنی پسندیدگی کا اظہار کر کے اس سے لکھ لیا تو یہ (شخص) عادل ہے۔  
جس کی شہادت جائز ہے۔

نعیم بن حماد کا قول ہے:

كَانَ أَبْنَ الْمَبَارِكَ لَا يَتَرَكُ حَدِيثَ الرَّجُلِ حَتَّى يَلْعَلِهِ الشَّيْئَيِّذِ الَّذِي لَا يَسْتَطِعُ أَنْ يَدْفَعَهُ (۸۶)

ابن مبارک کسی شخص کی حدیث کو ترک نہیں کرتے تھے الیہ کہ آپ کو ایسی چیز پہنچ جاتی جس کا روکنا آپ کے لئے ممکن نہ ہوتا۔

آپ کا قول ہے:

يَكْتُبُ الْحَدِيثُ إِلَّا مِنْ أُرْبَعَةِ غَلَاطٍ لَا يَرْجِعُ وَكَذَابٌ وَصَاحِبٌ هُوَ يَدْعُو إِلَى بَدْعَتِهِ رَجُلٌ لَا يَحْفَظُ فِي حِدَثٍ مِنْ حَفْظِهِ (۸۷)

- چار اشخاص کے علاوہ تمام لوگوں سے حدیث لکھی جائے وہ یہ ہیں۔
- ۱۔ غلطی کرنے والا شخص جو اپنی غلطی سے رجوع نہ کرے۔
  - ۲۔ جھوٹا شخص۔
  - ۳۔ اپنی خواہش کا ساتھی جو اپنی بدعت کی طرف بلائے۔

۴۔ وہ شخص جو یاد نہ رکھ سکتا ہو اور وہ اپنے حافظہ سے حدیث بیان کرے۔

امام سفیان بن عینہؓ، ابن ابی حاتم (۸۸)، ابن عدی (۸۹)، ابن حبان (۹۰)، اور ذہبی نے آپ کو کبار فقاد میں سے شمار کیا ہے۔ (۹۱)

۵۔ امام سفیان بن عینہؓ

امام سفیان ثوری آپ کے نقدِ حدیث کا برا ملا اظہار کیا کرتے تھے۔  
عبد الحمید بن عبد العزیز کا قول ہے۔

کان سفیان إِذَا لَمْ يَرِ أَصْحَابَ الْحَدِيثِ أَسْنَدُوا الْأَحَادِيثَ فَكَنْتَ أَنْتَ أَبْنَ عَيْنَةَ فَيَقُولُ  
هذا خطأً وهذا کذا فاتی الشوری فیقول لی أتیت ابن عینہ فأخبره بما قال ابن عینہ  
فیقول هو کما قال (۹۲)

سفیان ثوری جب اصحاب حدیث کو دیکھتے کہ وہ احادیث کی اسناد بیان نہیں کرتے تو میں ابن عینہ کے پاس چلا آتا تو آپ کہتے یہ غلطی ہے اور یہ اس طرح ہے۔ پھر میں سفیان ثوری کے پاس دوبارہ جاتا تو وہ مجھے کہتے کیا تم ابن عینہ کے پاس گئے تھے؟ تو میں جو کچھ ابن عینہ نے کہا ہوتا اُنہیں بتاتا تو آپ کہتے یہ اس طرح ہے جس طرح انہوں نے ارشاد فرمایا ہے۔

نقدِ رجال کی امثلہ

آپ فرماتے ہیں:

کنا نتھی حدیث داؤد بن الحصین (۹۳)

ہم داؤد بن حصین کی حدیث (لینے سے) بچتے تھے۔

نیز آپ کا قول ہے:

کان ابن عقیل فی حفظہ شیئ فکر هت اُنْ أَلْقَاه (۹۴)

ابن عقیل کے حافظہ میں ایک چیز تھی جسے میں نے پھیلنے کو مکروہ سمجھا۔

یحییٰ بن مغیرہ بیان کرتے ہیں میں نے ابن عینہ سے سنا آپ کہہ رہے تھے:

لَا تسمعوا من بقية ما كان سنة و اسعوا منه ما كان في ثواب وغيره (۹۵)

بقیہ سے سنت کے بارے میں سماں نہ کرو اور کسی دوسری چیز کے ثواب کے بارے میں سماں کرلو۔

نیز آپ فرماتے ہیں:

لم یکن من ولد ابی اسحاق أحد أحفظ عندي من یوسف بن اسحاق (۹۶)

میرے نزدیک ابو اسحاق کی اولاد میں سے یوسف بن اسحاق سے زیادہ حافظ کوئی نہیں ہے۔

امام رازی نے نقد رجال کے بارے میں آپ کے بہت سے اقوال نقل کیے ہیں۔ (۹۷)

۷۔ امام یحییٰ بن سعید القطان

اممہ نقاد نے آپ کو اس فن (علم الجرح والتعديل) کے اولین بانیوں میں شمار کیا ہے اور اس فن میں آپ کی مہارت تامہ کی شہادت دی ہے۔ (۹۸)

ابو ولید (۹۹) کا قول ہے:

ما رأيت أحداً كان أعلم بالحديث ولا بالرجال من يحيى بن سعيد (۱۰۰)

میں نے یحییٰ بن سعید (القطان) سے زیادہ علم حدیث اور "علم الرجال" کا علم رکھنے والا کسی کو نہیں دیکھا ہے۔

امام ابن مدینہ کا قول ہے:

ما رأيت أعلم بالرجال من يحيى القطان" (۱۰۱)

میں نے یحییٰ (بن سعید) القطان سے زیادہ "علم الرجال" کا علم رکھنے والا کسی کو نہیں دیکھا ہے۔

امام احمد بن حنبل کا بیان ہے:

ما رأيت مثل يحيى بن سعيد فی هذا الشأن يعني فی معرفة الحديث ومعرفة الثقات

وغير الثقات فقیل له: ولا هشیم؟ فقال: هشیم شیخ، ما رأيت مثل يحيى (۱۰۲)

میں یحییٰ بن سعید کی مثل اس معاملہ یعنی حدیث کی معرفت اور ثقہ اور غیر ثقہ روایۃ کی معرفت میں

کسی کو نہیں دیکھا، چنانچہ آپ سے پوچھا گیا کیا ہشیم بھی نہیں تو آپ نے جواب دیا ہشیم تو شیخ ہیں

میں نے یحییٰ کی مثل کسی کو نہیں دیکھا۔

عبد الرحمن بن مہدی کا بیان ہے:

اختلقو یوما عند شعبہ، فقالوا: اجعل بیننا وبينک حکما، فقال: قد رضیت بالاً حول [یعنی یحییٰ بن سعید القطان] فما برحنا حتی جاء یحییٰ، فتحا کموا إلیه، فقضی علی شعبہ، فقال له شعبہ: ومن یطیق نقدک یا أحوال او من له مثل نقدک (۱۰۳)

ایک دن امام شعبہ اور دوسرے محدثین کے درمیان کچھ اختلاف ہو گیا، وہ کہنے لگے کوئی منصف مقرر کیجئے جس سے فیصلہ کرالیں تو امام شعبہ نے کہا میرے اور تمہارے مابین احوال (یعنی یحییٰ بن سعید القطان) منصف ہے۔ اتفاقاً یحییٰ بھی آگئے، چنانچہ انہوں نے اپنا مسئلہ انہیں بتایا تو انہوں نے امام شعبہ کے خلاف فیصلہ دے دیا، اس پر امام شعبہ بولے اے احوال تمہارے نقد کے سامنے کون کھڑا ہو سکتا ہے یا آپ نے کہا تمہاری طرح کون نقد کر سکتا ہے۔

علامہ ذہبی نے تو آپ کو اولین جامعین، علم البحوث والتعديل "میں شمار کیا ہے۔ (۱۰۴)

نیز علامہ ذہبی کا بیان ہے:

عبدالرحمن بن مهدی کان هو و یحییٰ القطان المذکور، قد انتدبا ل النقد الرجال وناهیک بهما حلاله و نبلا و علما و فضلا فمن جرحه لا يکاد والله یندمل جرحه، ومن وثقاه فهو الحجة المقبول ومن اختلفا فيه اجتهد فی أمره ونزل عن درجة الصحيح إلى الحسن، وقد وثقا خلقاً كثیراً وضعفاً آخرين (۱۰۵)

عبدالرحمن بن مهدی اور یحییٰ بن سعید القطان دونوں نے نقدِ رجال کی نمائندگی کی ہے، تمہیں ان دونوں کی بزرگی، عالیٰ ظرفی اور علم و فضل کافی ہے۔ جس شخص کی یہ حضرات جرح کریں بخدا اس کی مجروحت کبھی مندل نہیں ہوتی اور جس کی یہ توثیق کر دیں وہ قابل جحت اور مقبول شخص ہے، اور جس کے بارے میں یہ دونوں اختلافی رائے رکھیں اس کے معاملہ میں غور و خوض کیا جائے گا اور وہ شخص صحیح کے درجے سے نکل کر حسن کی طرف چلا جائے گا۔ انہوں نے خلق کثیر کی توثیق کی ہے اور دوسروں کو ضعیف قرار دیا ہے۔

ابن رجب نے اس بارے میں آپ کی توصیف یوں بیان کی ہے:

هو خلیفة شعبۃ والقائم بعده مقامہ فی هذا العلم وعنه تلقّاه أئمۃ هذا الشأن کا احمد

وعلی ویحییٰ ونحوهم وقد کان شعبہ یحکمہ علیٰ نفسه فی هذا العلم (۱۰۶)

یحییٰ بن سعید امام شعبہ کے بعد اس علم میں ان کے خلیفہ اور ان کے قائم مقام ہیں، اس شان (علم الجرح والتعديل) کے ائمہ مثلاً امام احمد، علی بن المدینی، یحییٰ بن معین وغیرہ نے آپ ہی سے علم حاصل کیا ہے اور اس علم میں امام شعبہ آپ کو اپنے اوپر حکم (فصل) مانتے تھے۔

ابو بکر بن خلاد (۷) کا قول ہے۔ ایک مرتبہ میں نے یحییٰ بن سعید القطان سے کہا:

اما تخشی أن يكون هؤلاء الذين تركت حدیثهم خصماً إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ لَأَنَّ  
يَكُونُ هُؤُلَاءِ خَصْمَائِي أَحَبُّ إِلَى مِنْ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ خَصْمِي يَقُولُ لِي لَمْ لَمْ تَذَبَّ  
الْكَذَبُ عَنْ حَدِيثِي (۱۰۸)

کیا تمہیں اس بات کا خوف نہیں کہ جن لوگوں سے آپ نے حدیث نہیں لی وہ (قیامت کے روز) اللہ کے پاس آپ سے اس بارے میں جھگڑا کریں گے تو آپ نے جواب دیا ان کا جھگڑا کرنا بی کے جھگڑا کرنے سے میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے، کہ نبی کہیں مجھے یہ نہ کہہ دیں کہ تم نے میری حدیث سے جھوٹ کا دفاع کیوں نہیں کیا۔

آپ ”علم الجرح“ میں بہت زیادہ مشدود واقع ہوئے تھے۔ امام علی بن المدینی کا قول ہے:

إِذَا جَتَمَعَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَهْدَى عَلَى تَرْكِ رَجُلٍ لَمْ أَحْدَثْ عَنْهُ فَإِذَا  
اَخْتَلَفَا أَخْدَثْ بِقَوْلِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ لِأَنَّهُ أَقْصَدْ هَمَا وَكَانَ فِي يَحْيَى تَشَدِّدُ (۱۰۹)

امام یحییٰ بن سعید اور عبدالرحمن بن مہدی جب کسی شخص کے متروک ہونے پر اتفاق کر لیں تو میں اس شخص سے حدیث بیان نہیں کرتا اور اگر باہم اختلاف کریں تو میں عبدالرحمن بن مہدی کے قول پر عمل کرتا ہوں کیونکہ ان دونوں میں ان کا قول معتدل ہوتا ہے جبکہ امام یحییٰ کے قول میں سختی ہوتی ہے۔

علامہ ذہبی کا قول ہے:

كَانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ مُتَعْنِتًا فِي نَقْدِ الرِّجَالِ إِذَا رَأَيْتَهُ قَدْ وَثَقَ شِيَخًا فَأَعْتَمَدَ عَلَيْهِ، أَمَا إِذَا لَيْنَ أَحَدًا فَتَأَنَّ فِي أَمْرِهِ حَتَّى قُولَ غَيْرِهِ فِيهِ فَقَدْ لَيْنَ مُثْلُ إِسْرَائِيلِ وَهَمَامٍ وَجَمَاعَةٍ  
اَحْتَجَ بَعْمَ الشِّيَخَانَ وَلِهِ كِتَابٌ فِي الْعَصْفَاءِ لَمْ أَقْفَ عَلَيْهِ يَنْقُلَ مِنْهُ ابْنَ حَزْمٍ وَغَيْرِهِ وَيَقْعُ  
كَلَامَهُ فِي سُؤَالَاتِ عَلَيِّ وَأَبِي حَفْصِ الصَّيْرَفِيِّ وَابْنِ مَعِينِ لَهُ (۱۱۰)

یحییٰ بن سعید نقدِ رجال کے سلسلہ میں متعدد تھے، جب وہ کسی شخص کی توثیق کر دیں تو اس پر اعتماد کرنا چاہئے اور اگر وہ کسی کے بارے میں قابل اعتراض باقی منسوب کریں تو اس کے معاملہ میں انتظار کیا جائے گا یہاں تک اس کے بارے میں کسی دوسرے کا قول دیکھ لیا جائے مثلاً انہوں نے اسرائیل، ہمام اور ایک جماعت کو لیں قرار دیا حالانکہ امام بخاری و امام مسلم نے انہیں قابل جست قرار دیا ہے۔ آپ کی ایک کتاب ضعیف رواۃ کے بارے میں ہے جس سے ابن حزم وغیرہ نقل کرتے ہیں، جس میں علی، ابو حفص الصیرفی، ابن معین نے آپ سے سوالات کیے اور آپ نے ان کا جواب دیا تھا۔

نیز علامہ ذہبی فرماتے ہیں:

إِنْ يَحْيَى مُتَعْنِتٌ فِي الرِّجَالِ (۱۱۱)

بِلَا شَبَهٍ إِمامٍ يَحْيَى (بْنُ سَعِيدٍ) نَفْدُرُ جَالَ مِنْ مُتَشَدِّدٍ ہُوَ۔

حافظ ابن حجر قطر از ہیں:

إِذَا وَثَقَ ابْنُ مَهْدَى شَخْصاً وَضَعْفَهُ الْقَطَانُ فَإِنَّهُ لَا يَتَكَبَّرُ لِمَا عُرِفَ مِنْ تَشْدِيدٍ يَحْيَى

وَمَنْ هُوَ مِثْلُهُ فِي النَّقْدِ (۱۱۲)

جب ابن مہدی کسی شخص کو ثقہ قرار دے دیں اور یحییٰ بن سعید القطان اسے ضعیف قرار دیں تو ایسے راوی کی روایت کو ترک نہیں کیا جائیگا کیونکہ یحییٰ کی سختی معروف ہے۔ اور نقد میں ان کی طرح (متعدد) کون ہو سکتا ہے۔

نیز حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ شَدِيدُ التَّعْنِتِ وَخَاصَّةً فِي الْأَقْرَانِ (۱۱۳)

یحییٰ بن سعید سخت متعدد تھے خصوصاً ہم عصر لوگوں کے بارے میں۔

نقدِ رجال کی امثلہ

آپ نے عمرو بن علی سے کہا:

لَا تَكْتُبْ عَنْ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْ لَا تَعْرِفُ فَإِنَّهُ لَا يَبْلُغُ عَمَّنْ حَدَثَ (۱۱۴)

ہر اس شخص سے جسے تم پہچانتے نہیں مت لکھو، کیونکہ وہ جس شخص سے حدیث بیان کر رہا ہے اس بارے میں بے پرواہی کرے گا۔

نیز آپ کا قول ہے:

ما ترکت حدیث محمد بن اسحاق إلٰهٰ اللٰه (۱۱۵)

خوف خدا کے باعث میں نے محمد بن اسحاق کی احادیث ترک کر دیں۔

آپ نے ندق کے ایک اہم اصول کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

إِذَا كَانَ الشِّيْخُ يَبْثِتُ عَلٰى شَيْءٍ وَاحِدٍ حَطَأْ كَانَ أَوْ صَوَابًا فَلَا بَأْسٌ بِهِ وَإِذَا كَانَ الشِّيْخُ

كُلَّ شَيْءٍ يُقَالُ لَهُ يَقُولُ فَلِيسَ بِشَيْءٍ (۱۱۶)

جب شیخ کسی ایک چیز پر اس بات کا اظہار کرے چاہے وہ غلط ہو یا درست تو کوئی حرج نہیں اور جب شیخ ہر چیز کے لئے کہے اس طرح کہا جاتا ہے، "فَلِيسَ بِشَيْءٍ" تو یہ کوئی چیز نہیں۔

الغرض آنکہ نقاد کی خدمات کے نتیجے میں حدیث کے وہ علوم سامنے آئے جن کی بدولت نہ صرف اس علم کی حفاظت ہوئی بلکہ یہ وہ اعزاز ہے جو دنیا بھر میں صرف مسلمانوں کو حاصل ہے۔

## حوالہ جات و حواشی

- (۱) ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی آبُو عبد اللہ، سنن ابن ماجہ، دار إحياء الکتب العربية ص: ۲/۹۰۹، حدیث رقم ۲۷۲۲
- (۲) الرازی، عبد الرحمن بن ابی حاتم، تقدمۃ الجرح و التعذیل، مجلس دائرة المعارف العثمانی، حیدر آباد، الهند ص: ۷۳
- (۳) الذہبی، شمس الدین آبُو عبد اللہ، تذکرة الحفاظ، دائرة المعارف العثمانی، ۱۳/۷۸
- (۴) ايضا، ص: ۱/۶
- (۵) مقدمہ صحیح مسلم، باب فی الضعفاء والکذابین و من یرحب حدیثهم، دار طیبہ للنشر والتوزیع ص: ۸
- (۶) ايضا

- (۷) السخاوى شمس الدين محمد بن عبد الرحمن، فتح المغیث شرح ألفية الحدیث، دار الكتب العلمیة - لبنان  
الطبعه الأولى ، ۱۴۰۳ھ ص: ۲/۳۱۸
- (۸) القاری، علی بن سلطان محمد، مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصایب، دار الفکر، ۱۴۲۲ھ ، ص: ۹/۳۸۷۵
- (۹) صحیح مسلم، باب حَدَّثَنَا عَلَيْهِ بْنُ حَشْرَمَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي أَبْنَ عَيَّاشٍ، ص: ۱/۱۳
- (۱۰) ابن منظور، لسان العرب، دار صادر، ص: ۳/۲۲۵
- (۱۱) مصطفی‌الا عظیمی، منهج النقد، مکتبۃ الکوثر ص: ۵
- (۱۲) الرازی، تقدیمة لمعرفة لكتاب الجرح و التعديل، ص: ۱۸۳
- (۱۳) الذہبی شمس الدين، محمد بن عثمان، سیر أعلام النبلاء، مؤسسة الرسالۃ ۱۴۲۷ھ، ص: ۷/۱۱۳
- (۱۴) الرازی، الجرح و التعديل، دائرة المعارف الشهیۃ: ۱/۱۳۷۴ھ، ص: ۲/۲۱
- (۱۵) الرازی، الجرح و التعديل، ص: ۲/۲۹
- (۱۶) الفسوی ، یعقوب بن سفیان بن جوان، کتاب المعرفة والتاریخ ، مؤسسة الرسالۃ ، بیروت ، ۱۴۰۰ھ، ص: ۲/۹۹
- (۱۷) ابن عدی، مقدمة الكامل في ضعفاء الرجال دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، ص: ۱۴۳۳
- (۱۸) مقطوع سے مراد وہ قول یا فعل ہے جو کسی تالیعی یا اس سے پہلے کسی شخص کی طرف منسوب ہو۔ دیکھئے: ابن الصلاح عثمان بن عبد الرحمن تقي الدین دار الفکر، سوریا، بیروت، علوم الحدیث، ص: ۷/۳۷
- (۱۹) مراسیل مرسل کی جمع ہے۔ مرسل ہر وہ حدیث کہلاتی ہے جس کی سند میں صحابی کا نام نہ ہو۔ تالیعی بر اہر است رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کر رہا ہو۔ ، الحاکم محمد بن عبد اللہ، معرفۃ علوم الحدیث، دار ابن حزم، ص: ۲۲۵
- (۲۰) الذہبی، سیر أعلام النبلاء، ص: ۷/۱۱۲، ابن حجر احمد بن علی، تہذیب التہذیب، مؤسسة الرسالۃ، ص: ۲/۲۲۲
- (۲۱) ابن عدی، مقدمة الكامل، ص: ۱۱۳
- (۲۲) ابن رجب ، شرح علل التمذی، دار الملاج، ص: ۱۵۹، ابن حجر، تہذیب التہذیب ، ص: ۳/۳۲۳
- (۲۳) ابن عدی ، مقدمة الكامل، ص: ۸۵، ابن حجر، تہذیب التہذیب ، ص: ۳/۳۲۵

- (٢٣) ابن رجب، شرح علل الترمذى، ص: ١٥٩/١
- (٢٤) الـذـهـبـىـ، سـيـرـ أـعـلامـ الـبـلـادـ، ص: ٢٠٢/٨
- (٢٥) الـراـزـىـ، تـقـدـمـةـ الـجـرـحـ وـ التـعـدـيـلـ، ص: ١٢٨، ابن رجب، شـرحـ عـلـلـ التـرـمـذـىـ، ص: ١٧٥/١
- (٢٦) ابن حبان، المـحـرـوـحـينـ مـنـ الـمـحـدـثـينـ وـ الـضـعـفـاءـ وـ الـمـتـرـوـكـينـ، دـارـ الـوـعـيـ حـلـبـ الـطـبـعـةـ، الـأـوـلـىـ، ١٣٩٦هـ، ص: ١٩/١
- (٢٧) ابن عـدـىـ، مـقـدـمـةـ الـكـامـلـ، ص: ١١٦/١
- (٢٨) الـراـزـىـ، تـقـدـمـةـ الـجـرـحـ وـ التـعـدـيـلـ، ص: ١٧١/١
- (٢٩) ابن حبان، المـحـرـوـحـينـ، ص: ٢٠/١
- (٣٠) الـراـزـىـ، تـقـدـمـةـ الـجـرـحـ وـ التـعـدـيـلـ، ص: ١٧١/١
- (٣١) الـراـزـىـ، تـقـدـمـةـ الـجـرـحـ وـ التـعـدـيـلـ، ص: ١٧١/١
- (٣٢) اـلـيـضـاـ
- (٣٣) الـراـزـىـ، الـجـرـحـ وـ التـعـدـيـلـ، ص: ٢١/٢
- (٣٤) الـراـزـىـ، تـقـدـمـةـ الـجـرـحـ وـ التـعـدـيـلـ، ص: ١٥٠/١
- (٣٥) اـلـيـضـاـ، ص: ١٦٢/١
- (٣٦) ابن عـدـىـ، مـقـدـمـةـ الـكـامـلـ، ص: ١٢٦/١؛ الـراـزـىـ، تـقـدـمـةـ الـجـرـحـ وـ التـعـدـيـلـ، ص: ١٢٨/١؛ ابن حبان، المـحـرـوـحـينـ، ص: ١٣١/١؛ ابن رجب، شـرحـ عـلـلـ التـرـمـذـىـ، ص: ١٢١/١
- (٣٧) الـذـهـبـىـ، شـمـسـ الدـيـنـ آـبـوـ عـبـدـ اللـهـ مـحـمـدـ، ذـكـرـ مـنـ يـعـتـمـدـ قـوـلـهـ فـيـ الـجـرـحـ وـ التـعـدـيـلـ، دـارـ الـبـشـارـ، بـيـرـوـتـ، ١٣١٠هـ، ص: ١٥٨/١
- (٣٨) ابن حبان، المـحـرـوـحـينـ، ص: ٣٠/١
- (٣٩) اـلـيـضـاـ
- (٤٠) الـراـزـىـ، تـقـدـمـةـ الـجـرـحـ وـ التـعـدـيـلـ، ص: ١٥١/١
- (٤١) اـلـيـضـاـ، ص: ١٥٣/١
- (٤٢) ابن الصـلـاحـ، مـقـدـمـةـ ابنـ الصـلـاحـ، ص: ١٣٠/١
- (٤٣) الـذـهـبـىـ، مـيـزـانـ الـإـعـدـالـ، ص: ١٩٢/٣

- (۲۲) الذهبي، تذكرة الحفاظ، ص: ۲۰۶/۱
- (۲۳) المسلم، مقدمة الصحيح، باب بيان أن الإسناد، من الدين، حديث نمبر ۳۸، ص: ۱۲
- (۲۴) الرازي، تقدمة الجرح و التعديل، ص: ۱۳۳، المسلم، مقدمة الصحيح، باب بيان أن الإسناد من الدين، حديث نمبر ۲۷، ص: ۱۶
- (۲۵) الرازي، تقدمة الجرح و التعديل، ص: ۷۷، المسلم، مقدمة الصحيح، باب بيان أن الإسناد من الدين، حديث نمبر ۷۷، ص: ۱۲
- (۲۶) الرازي، تقدمة الجرح و التعديل، ص: ۱۳۷، المسلم، مقدمة الصحيح، باب بيان أن الإسناد من الدين، حديث نمبر ۷۷، ص: ۱۲
- (۲۷) الرازي، تقدمة الجرح و التعديل، ص: ۱۵۸، تقدمة الجرح و التعديل، ص: ۱۵۸
- (۲۸) السخاوي، المتكلمون في الرجال، ص: ۸۸
- (۲۹) الذهبي، ذكر من يعتمد قوله في الجرح و التعديل، ص: ۱۶۳، السخاوي، محمد بن عبد الرحمن، فتح المغيث بشرح ألفية الحديث، دار المناهج ۱۳۲۶/۳، السخاوي، الإعلان بالتبني، مؤسسة الرسالة، ص: ۱۹۳
- (۳۰) الرازي، تقدمة الجرح و التعديل، ص: ۵۵
- (۳۱) ابن عدرى، مقدمة الكامل، ص: ۱۲۳
- (۳۲) ايضاً، ص: ۱۳۹
- (۳۳) ابن رجب، شرح علل المتمذى، ص: ۱۲۳/۱
- (۳۴) ايضاً
- (۳۵) الرازي، تقدمة الجرح و التعديل، ص: ۲۲
- (۳۶) الذهبي، ميزان الاعتدال، ص: ۱۲۹/۲
- (۳۷) الرازي، تقدمة الجرح و التعديل، ص: ۷۳
- (۳۸) ايضاً
- (۳۹) ايضاً، ص: ۷۶
- (۴۰) ايضاً، ص: ۷۷

- (٢٢) ايضا، ص: ٣٣٣، ابن عبد البر، أبو عمر بن عبد البر القرطبي، التمهيد لما في الموطأ من المعانى والأسانيد وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، ص: ٢٥/١، ابن عدی، مقدمة الكامل، ص: ١٣٦، ابن حجر، تهذيب التهذيب، ص: ٦/١٠
- (٢٣) ابن عبد البر، التمهيد، ص: ٢٥/١
- (٢٤) ابن رجب، شرح علل الترمذى، ص: ٧٨١/٢
- (٢٥) ابن حجر، تهذيب التهذيب، ص: ٩/١٠
- (٢٦) ابن حبان، الجروحين، ص: ٣٠/١
- (٢٧) الذہبی، سیر أعلام النبلاء، ص: ٧٢/٨
- (٢٨) الذہبی، ذکر من یعتمد قوله فی الجرح و التعديل، ص: ١٥٨
- (٢٩) الرازی، تقدمة الجرح و التعديل، ص: ١٠٣
- (٣٠) ابن عدی، مقدمة الكامل، ص: ١٠٣
- (٣١) ابن عدی، مقدمة الكامل، ص: ١٠٥
- (٣٢) المسلم، مقدمة الصحيح، باب بيان أن الإسناد من الدين، حديث نمبر ٨٥، ص: ١٨
- (٣٣) الرازی، تقدمة الجرح و التعديل، ص: ١٩
- (٣٤) ايضا، ص: ٢٠
- (٣٥) ايضا، ص: ٢١
- (٣٦) ايضا، ص: ٢٣
- (٣٧) ايضا، ص: ٢٣
- (٣٨) ابن حجر، تهذيب التهذيب، ص: ٥/٣٨٦، الراہمہر مزی، الحدث الفاصل، دار الفکر، بیروت، ص:
- ٢٠٦، الرازی، الجرح و التعديل، ص: ١٦/٢
- (٣٩) ابن حجر، تهذيب التهذيب، ص: ١/٨٧، المسلم، مقدمة الصحيح، باب بيان أن الا سناد من الدين، حديث نمبر ٣٢، ص: ١١
- (٤٠) ابن رجب، شرح علل الترمذى، ص: ٦٢/١